قرآنی تہذیب وثقافت کو استوار کرنے کے اصول

پروفیسر ڈاکٹر انصار الدین مدنی
قراقرم انٹرنیشنل یونیورسٹی، گلگت

کسی معاشرہ کی بامقصد تخلیقات اور سماجی اقدار کے نظام کو تہذیب کہتے ہیں۔ تہذیب معاشرے کی طرز زندگی اور طرز فکر واحساس کا جوہر ہوتی ہے۔ چنانچہ زبان، آلات واوزار پیداوار کے طریقے اور سماجی رشتے، رہن سہن، فنون لطیفہ، علم وادب، فلسفہ وحکمت، عقائدوافسوں، اخلاق وعادات، رسوم وروایات، عشق ومحبت کے سلوک اور خاندانی تعلقات وغیرہ تہذیب کے مختلف مظاہر ہیں۔

انگریزی زبان میں تہذیب کے لیے "کلچر" کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے کلچر لاطینی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں زراعت، شہد کی مکھیوں، ریشم کے کیڑوں، سیپوں اور بیکٹیریا کی پرورش یا افزائش کرنا، جسمانی یا ذہنی اصلاح وترقی، کھیتی باڑی کرنا۔ اردو، فارسی اور عربی میں کلچر کے لیے تہذیب کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن کلچر کے لیے ہمارے ہاں دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ ایک تہذیب دوسرا ثقافت۔

تہذیب کا تعلق ہمارے ظاہر سے ہے یعنی انسان جس طرح پر اپنی معاشرت یا اخلاق کا اظہار کرتا ہے وہ اس کی تہذیب ہے ایسا شخص جو ایسی معاشرت یا اخلاق کا اظہار کرتا ہے جو اس معاشرے میں ناپسندیدہ نظروں سے دیکھے جائیں ایسے افراد کو بدتہذیب یا بداخلاق جیسے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دوسرا لفظ ہے ثقافت، لسان العرب میں اس کے معنی یہ بتائے گئے ہیں کہ علوم وفنون وادبیات پر قدرت ومہارت کسی چیز کو تیزی سے سمجھ لینا اس میں مہارت حاصل کرنا گویا یہ لفظ ان چیزوں سے تعلق رکھتا ہے جن کا تعلق ہمارے ذہن سے ہے۔ ثقافت کی اصطلاح ان ساری خوبیوں اور کمالات کو منعکس کرتی ہے جو کسی قوم کے افراد وقت گزارنے کے ساتھ ساتھ حاصل کرتے ہیں اور جن کی وجہ سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ خوبیاں نہ صرف ان کے ادب اور فنون میں بلکہ

روزمرہ زندگی کے آداب اور معاشرتی رسوم ورواج میں بھی پائی جاتی ہیں۔دانشوروں کے نزدیک ثقافت اس کل کا نام ہے جس میں مذہب، عقائد، اخلاقیات، فنون وہنر، رسم ورواج، قانون، معاشرت، مادی وسائل وضروریات اور وہ ساری عادتیں شامل ہیں جن کا انسان معاشرے کے ایک رکن کی حیثیت سے اکتساب کرتا ہے اور جن کے برتنے سے معاشرے کے مختلف افراد وطبقات میں اشتراک ومماثلت، وحدت اور یکجہتی پیدا ہو جاتی ہے۔جن کے ذریعے وحشیانہ پن اور انسانیت میں تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔قرآن مجید ہمیں معاشرے کا ایک لازمی حصہ بننے کی ترغیب دیتا ہے مثلاً

نیک اعمال:

ایثار اور قربانی کے بغیر حقیقی نیکی کا حصول ناممکن ہے۔نیکی کو حاصل کرنے کے لئے یہ بنیادی شرط ہے کہ انسان اپنی محبوب اور پسندیدہ چیزوں میں سے اللہ کی خوشنودی کے لئے دوسرے حاجت مندوں کے لئے خرچ کرے۔اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے انسان میں ایثار کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔وہ دوسروں کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔اہل ایمان کا یہی شیوہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔اس اعتبار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ مذہب انسان کو نیک اعمال انجام دینے کا پابند کرتا ہیارشاد بانی ہے۔

للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنسآء نصیب مما اکتسبن.

جو کچھ مردوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے۔اور جو کچھ عورتوں نے کمایا۔اس کے مطابق ان کا حصہ ہے۔(۱)

دوسری جگہ آیا ہے۔

من عمل صالحا فلنفسه ومن اسآء فعليها وماربک

بظلام للعبید.

جو شخص اچھا عمل کرتا ہے پس وہ اپنے لیے کرتا ہے۔ اور جو شخص برا عمل کرتا ہے۔ تو وہ اسی پر ہے اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (۲)

ایک اور جگہ آیا ہے۔

ولاتکسب کل نفس الا علیھا ولاتزر وازرۃ وزر اخری.

اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ (۳)

قرآن مجید تمام مخلوقات پر گہری توجہ دیتا ہے اور انسان اس نکتہ کو جاننے کے بعد کہ اس کے اور پوری کائنات کے مابین ایک مضبوط رشتہ ہے، اپنے وجود کو نظام کائنات سے ہم آہنگ بناتا ہے اور ضرر رساں موجودات کے علاوہ تمام مخلوقات خدا کو مہر و محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی اعمال کی بنیاد پر معاشرے کے اندر خوبصورتی اور بدصورتی پیدا ہوتی ہے۔ جب بھی کوئی صاحب بصیرت شخص قرآن مجید کی ان آیات کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ اپنے اعمال کو نیک بنانے کی تگ و دو میں رہتا ہے تاکہ وہ دنیا میں بھی سرخرو رہے اور آخرت میں بھی۔

پاکیزگی: پاکیزہ رہنا اور پاکیزہ خیالات کو پروان چڑھانے کا عمل انسان کو تربیت کے ذریعے منتقل ہوتا ہے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ معاشرہ انسانی تربیت کا ایک بہت بڑا عامل ہے۔ اگر انسان کی تربیت ایک ایسے معاشرے کے سپرد ہو جہاں پاکیزگی کا خیال رکھنا انسانی فضائل میں شامل ہو تو ظاہر بات ہے کہ معاشرہ کا ہر فرد اپنے اندر پاکیزگی سے متعلق فضائل پیدا کرنے کا متمنی دکھائی دے گا۔

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین.

اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو بدی سے باز رہیں اور پاکیزگی اختیار کریں۔ (۴)

دوسری جگہ آیا ہے

واللہ یحب المطھرین.

اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔(۵)

ایک اور جگہ آیا ہے

وثیابک فطھر. والرجز فاھجر.

اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو۔(۶)

مذکورہ آیات کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صاحب ایمان شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنا ظاہر و باطن کو پاکیزہ رکھے گا۔اس کی ظاہری پاکیزگی کو تو معاشرہ کا ہر فرد محسوس کرسکتا ہے البتہ باطنی پاکیزگی کا احساس صرف انہیں افراد کو ہوگا جو بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے رابطے میں ہیں۔

سچ بولنا:

انسان ہمیشہ سے اس بات کا خواہشمند رہا ہے کہ اس کا مقام ومرتبہ معاشرہ کے اندر بلند رہے اور اس سے وابستہ افراد انہیں عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھیں، جب معاشرے میں سچ اور جھوٹ بولنے کی بنیاد پر عزت وذلت کا معیار مقرر ہو تو معاشرے کا ہر فرد سچائی کے ذریعے عزت کمانے کی کوشش کرے گا۔

یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا.

اے ایمان لانے والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔(۷)

دوسری جگہ آیا ہے

یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین.

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔(۸)

ایک اور جگہ آیا ہے

الصبرین والصدقین والقنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار.

یہ لوگ صبر کرنے والے ہیں راست باز ہیں فرمانبردار اور فیاض ہیں اور رات کی آخری گھڑیوں میں اللہ سے مغفرت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔(۹)

ایک جگہ آیا ہے

اولئک الذین صدقوا واولئک هم المتقون.

یہ راست باز لوگ ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔(۱۰)

ایک اور جگہ آیا ہے

وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطنا نصیرا.

اور دعا کرو کہ اے پروردگار مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مدگار بنادے۔(۱۱)

اسی طرح دوسری جگہ آیا ہے

قال الله هذا یوم ینفع الصدقین صدقهم لهم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیهآ ابدا رضی الله عنهم ورضوا عنه ذالک الفوز العظیم.

اللہ یہ کہے گا کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کی سچائی نفع دیتی ہے ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں یہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے یہی بڑی کامیابی ہے۔(۱۲)

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ سچائی کو فرد کی ارتقاء اور کامیاب زندگی گزارنے کی ضمانت

قرار دیتا ہے اور انسان کو سچ اور جھوٹ بولنے کے انجام سے آگاہ کر دیتا ہے، تا کہ انسان میزان عدل میں اپنی جہالت کا بہانہ بنا کر بخشش کا خواہشمند نہ رہے۔

قول وفعل میں مطابقت:

قول وفعل میں جب یکسانیت ہوتو معاشرہ میں اعتماد کی فضا پیدا ہوتی ہے اور معاشرے کا ہر فرد دوسروں کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس پر اعتماد کرتا ہے جس سے معاشرے میں وحدت اور بھائی چارے کو فروغ ملتا ہے۔

واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلاتعقلون.

نماز قائم کرو، زکوۃ دو اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کے لیے کہتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کی تلاوت کرتے ہو کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے۔ (۱۳)

یاایھا الذین امنوا لم تقولون مالاتفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالاتفعلون.

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ (۱۴)

الم ترانھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون مالایفعلون.

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں

جو کرتے نہیں ہیں۔(۱۵)

مذکورہ آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان ایسی باتوں سے پرہیز کرے جن کی وجہ سے اس کی شخصیت متاثر ہوتی ہے یعنی قول وفعل میں جب تضاد ہو تو معاشرے کے اندر کردار سازی کا عمل رک جاتا ہے اور منافقت کو فروغ ملتا ہے نفاق یا منافقت سے مراد یہ ہے کہ انسان کے ظاہر اور باطن میں فرق ہو۔زبان پر کچھ ہو اور دل میں کچھ اور ہو۔یعنی اس کی مثال سرنگ کی سی ہوتی ہے جس کے دو منہ ہوتے ہیں ایک منہ سے داخل ہونے والا دوسرے منہ سے باہر نکل جاتا ہے۔منافق کے بھی دو منہ یا دو چہرے ہوتے ہیں۔ایسے شخص کو دوغلا یا دورخا بھی کہتے ہیں ادھر لوگوں کے پاس جاتا ہے تو کوئی چہرا دکھاتا ہے دوسرے لوگوں کے پاس جاتا ہے تو دوسرا چہرہ دکھاتا ہے۔جب بھی کسی معاشرے میں کوئی نئی قوت کسی نئے نظریئے کے ساتھ ابھرتی ہے لوگ تین قسموں میں بٹ جاتے ہیں۔

☆۔ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو خلوص دل کے ساتھ فوراً اس کا ساتھ دیتے ہیں محض حق پرستی کی وجہ سے اور وہ اس سلسلے میں کسی نفع ونقصان کی پروا نہیں کرتے۔

☆۔دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس کی اعلانیہ مخالفت کرتے ہیں۔

☆۔تیسرے وہ موقع پرست لوگ ہوتے ہیں جن کے پیش نظر صرف اور صرف دنیوی مفاد ہوتا ہے اور ہوتے ہیں بزدل ان کا دل پنڈولم کی طرح ڈولتا رہتا ہے۔وہ پہلی دونوں قسموں میں سے ہر ایک کے ساتھ اپنی وابستگی ظاہر کرتے ہیں تا کہ بالآخر جس کو بھی غلبہ حاصل ہو ان کے مفادات محفوظ رہیں۔لیکن ان کے مفادات صرف اسی وقت تک محفوظ رہتے ہیں جب تک پہلی دو قسم کے لوگوں کے درمیان آخری فیصلہ نہیں ہو جاتا۔یہ آخری فیصلہ خواہ کسی شکل میں بھی ہو ۔ہو کر رہتا ہے۔

صبر کرنا:

انسانی فضائل میں صبر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے ایک صابر انسان بڑی بڑی تلاطم خیز موجوں سے نہیں گھبراتا وہ مصائب ومشکلات کی آندھیوں کا خندہ روئی سے مقابلہ کرتا ہے اس کے

عزائم جوان اور حوصلے بلند رہتے ہیں وہ تھک کر بھی نہیں تھکتا، وہ ہار کر پھر بھی نہیں ہارتا، وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے، وہ جانتا ہے کہ سب کچھ کرنے والی ذات صرف اور صرف ایک ہی ہے، اس لئے مصائب سے کیوں گھبراؤں۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پشت پر ایک بڑی ذات کی طاقت کارفرما ہے اس کے ارادے پہاڑوں کی طرح مضبوط ہوتے ہیں اس کے عزائم بلند اور حوصلے مضبوط ہوتے ہیں اس کو اللہ کی ذات عالی پر کامل توکل اور بھروسہ ہوتا ہے۔

وان تصبروا خیر لکم.

اور اگر تم صبر کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔(۱۶)

یاایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون.

اے ایمان والو صبر کرو اور ایک دوسرے کو تھام رکھو اور مقابلہ کے لیے مستعدر رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔(۱۷)

واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون.

اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہوں۔(۱۸)

یبنی اقم الصلوۃ وامر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک ان ذلک من عزم الامور.

اے میرے بیٹے نماز کی پابندی کر اچھی باتوں پر آمادہ کر اور بری باتوں سے روکو اور جو کچھ تجھ کو پیش آئے اس پر صبر کر بیشک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔(۱۹)

انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق اولئک لھم عذاب الیم ولمن صبر وغفر ان ذالک لمن عزم الامور.

الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین پر ناحق سرکشی کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے اور جو شخص صبر کرے اور معاف کردے یہ البتہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔(۲۰)

والصبرین فی الباسآء والضرآء وحین الباس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون.

تنگدستی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہوں یہی لوگ ہیں جنہوں نے تصدیق کی اور یہی لوگ دراصل خدا سے ڈرنے والے ہیں۔(۲۱)

کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ واللہ مع الصبرین.

اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک چھوٹی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غلبہ حاصل کیا اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(۲۲)

یایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوة ان اللہ مع الصبرین.

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(۲۳)

واستعینوا بالصبر والصلوة وانھالکبیرة الاعلی الخشعین.

اور صبر اور نماز سے مدد لو بیشک وہ دشوار ہے سوائے ان لوگوں کے جو عاجزی

کرنے والے ہیں۔ (۲۴)

اگر اپنے لیے کامیابی کی راہیں کھولنے کا متمنی ہے اور اپنے وجود سے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ صبر کو کام میں لائے، حقیقت بینی اور تدبیر کی صلاحیتوں سے آراستہ ہو زندگی کے وسیع اور روشن افق پر نگاہیں جمائے۔ عظیم اور بڑے کام ہرگز آناً فاناً انجام نہیں پا سکتے ہیں۔

بلا وجہ قسم کھانے سے باز رہنا چاہئے:

ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس واللہ سمیع علیم.

اللہ کے نام کو ایسی قسمیں کھانے کے لیے استعمال نہ کرو جن سے مقصود نیکی اور تقویٰ اور بندگان خدا کی بھلائی کے کاموں سے باز رہنا ہو۔ اللہ تمہاری ساری باتیں سن رہا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔ (۲۵)

تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ انما یبلوکم اللہ بہ.

تم اپنی قسموں کو آپس کے معاملات میں مکروفریب کا ہتھیار بناتے ہو۔ تاکہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ کر فائدے حاصل کرے حالانکہ اللہ اس کے ذریعے تم کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور تم اپنی قسموں کو آپس میں ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کا ذریعہ نہ بنالینا۔ (۲۶)

درج بالا آیات سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ بیجا قسمیں کھانے کا بنیادی مقصد دوسروں کو دھوکہ کے ذریعے اپنی طرف مائل کرنا ہوتا ہے اور دوسروں کے حقوق کو پامال کر کے اپنے مطلب کو پورا کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرتی معاملات خراب ہوتے ہیں اور ایک دوسرے

سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ اسی لئے اسلام اپنے ماننے والوں کو ان تمام نقصانات سے بچانے کے لئے بیجا قسمیں نہ کھانے کی تلقین کرتا ہے۔

بخل واسراف نہ کرنا:

یبنی ادم خذوازینتکم عند کل مسجدو کلوا واشربوا ولاتسرفوا انه لایحب المسرفین.

اے اولاد آدم تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بیشک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (۲۷)

وات ذاالقربی حقه والمسکین وابن السبیل ولاتبذرتبذیرا.

اور قرابت دار کو اس کا حق دو محتاج اور مسافر کو بھی اور بیجا خرچ مت کرو۔ (۲۸)

والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما.

اور جو لوگ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اوران دونوں کے درمیان میں اعتدال ہے۔ (۲۹)

هانتم هؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل الله فمنکم من یبخل ومن یبخل فانمایبخل عن نفسه والله الغنی وانتم الفقرآء وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لایکونو امثالکم.

ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے۔ سو بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے وہ خود اپنے

سے بخل کرتا ہے اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم روگردانی کروگے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔(۳۰)

ومنهم من عهدالله لئن اتنا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصلحين فلما اتهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون.

اوران میں بعض ایسے ہیں کہ اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے فضل سے دے تو ہم ضرور خیرات دیں گے اور نیک کام کریں گے سو اللہ نے جب ان کو اپنے فضل سے دیا تو انہوں نے بخل کیا اور پھر گئے اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں۔(۳۱)

حسد سے بچنا

ومن شر حاسد اذا حسد.

(میں پناہ لیتا ہوں رب سے) اور جب حاسد حسد کرے تو اس کی برائی سے۔(۳۲)

ام يحسدون الناس على مآ اتهم الله من فضله.

کیا وہ دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔(۳۳)

ود كثير من اهل الكتاب لو يردونكم من بعد ايمانكم كفارا حسدامن عندانفسهم، من بعد ماتبين لهم الحق فاعفوا واصفحوا حتى ياتى الله بامره ان الله على كل شيء قدير.

اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف پلٹ کر لے جائیں اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بنا پر تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے اس کے جواب میں تم عفوودرگزر سے کام لو۔ یہاں تک کہ اللہ خود ہی اپنا فیصلہ نافذ کردے مطمئن رہو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔(۳۴)

مذکورہ آیات سے پتا چلا ہے کہ حاسد انسان کے اکثر میل ملاپ، سرگرمیاں حتی کہ سماجی بہبود کے کام بھی خلوص پر مبنی نہیں ہوتے بلکہ اس لئے ہوتے ہیں کہ لوگ اسے اہمیت دیں، اسے سراہیں اور اس کے بارے میں اچھے خیالات رکھیں۔ ایسا شخص ہمیشہ اس بات سے خوفزدہ رہتا ہے کہ کہیں لوگ اس سلسلہ میں اس کے حقیقی مقصد سے آشنا نہ ہوجائیں۔ حاسد انسان طفیلیوں اور خوشامدیوں کے جھرمٹ میں بیٹھنے کو پسند کرتا ہے اور ایسے نیک سیرت لوگوں کی صحبت سے گریز کرتا ہے جو اسے اس کی حیثیت کے مطابق مقام دیتے ہیں۔ اور ان لوگوں سے متنفر ہوتا ہے جو اپنی فضیلتوں کی باعث موردستائش قرار دیئے جاتے ہیں اور اس کی یہ نفرت مہرومحبت کے ذریعہ آسانی سے ختم نہیں ہوتی۔ اسے ایسے لوگوں کے درمیان مسرت ہوتی ہے جو اس کی کمزوریوں کے باوجود چاپلوسی میں مشغول ہوں اور اسے حماقت کے گڑھے سے وادی جنون میں لے جائیں۔ یہ احساس اس کے لئے اس قدر ناقابل برداشت اور دردناک ہوجاتا ہے کہ بتدریج اس پر دشمنی کے جذبات مسلط کردیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی تمام تر کوششوں کا محور اپنے رقیب پر کامیابی بن کے رہ جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ زندگی میں اس کی تمام سرگرمیوں کا کوئی بامعنی مقصد نہیں رہتا

دکھاوے سے بچنا:

ولاتکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئآء الناس ویصدون عن سبیل اللہ واللہ بمایعملون محیط.

اوران لوگوں کے سے رنگ ڈھنگ اختیار نہ کرو جو اپنے گھروں سے اتراتے

اورلوگوں کو اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلے اور جن کی روش یہ ہے کہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔(۳۵)

یایھا الذین امنوا لاتبطلوا صدقتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئآء الناس ولا یؤمن باللہ والیوم الاخر.

اے ایمان لانے والو اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملادو جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے نہ آخرت پر۔(۳٦)

والدین سے حسن سلوک:

قل تعالوا اتل ماحرم ربکم علیکم الاتشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا.

کہہ دیجئے آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔(۳۷)

وقضی ربک الاتعبدوآ الاایاہ وبالوالدین احسان ام یبلغن عندک الکبر احدھمآ کلھما فلاتقل لھمآ اف ولاتنھرھما وقل لھما قولا کریما. واخفض لھما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمھما کماربینی صغیرا.

اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا

دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں ان کو ہوں بھی مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرما جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا۔ (۳۸)

صلہ رحمی:

یایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونسآء واتقوا اللہ الذی تسآئلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔

لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیے اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ وقرابت کے تعلقات بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔ (۳۹)

والذین یصلون مآامر اللہ بہ ان یوصل ویخشون ربھم ویخافون سوٓء الحساب۔

(دانشمند لوگ وہ ہیں) جو ان روابط کو برقرار رکھتے ہیں جن کو برقرار رکھنے کا حکم اللہ نے دیا ہے وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ کہیں ان سے بری طرح حساب نہ لیا جائے۔ (۴۰)

والذین امنوا من بعد ھم وھاجروا وجھدوا معکم فاولئک منکم واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتب اللہ ان اللہ بکل شیء علیم۔

جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کر کے آ گئے اور تمہارے ساتھ مل کر جدوجہد کرنے لگے وہ بھی تم ہی میں شامل ہیں مگر اللہ کی کتاب میں خون کے رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں یقیناً اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔(۴۱)

واعبدوا اللہ ولاتشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمسکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وماملکت ایمانکم.

اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور پڑوسی رشتہ دار سے اجنبی ہمسایہ سے پہلو کے ساتھی اور مسافر سے اور ان لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں احسان کا معاملہ رکھو۔(۴۲)

سابقہ تمام آیات کی روشنی میں ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اسلام انسان کو معاشرہ کے ایک مہذب اور ذمہ دار فرد کی حیثیت میں دیکھنا چاہتا ہے قرآن مجید زبان حال میں اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرتا نظر آتا ہے۔''اور رسولؐ نے کہا اے میرے پالنے والے بے شک میری اس قوم نے اس قرآن کو مہجور وتنہا چھوڑ دیا ہے''۔(۴۳) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو قرآنی آیات کے بارے میں غور وفکر سے کام لینے کی دعوت دی ہے قرآن کہتا ہے''ہم نے برکتوں سے معمور کتاب تم پر اس لئے نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور وفکر کریں''(۴۴) قرآن اسی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہ لوگ جو قرآن میں غور وفکر سے کام نہیں لیتے ان کو مورد مواخذہ قرار دیتا ہے''آیا وہ قرآن کے بارے میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں؟(۴۵) اللہ تعالیٰ کے محبوب

نمائندوں نے بھی قرآن کی طرف رجوع کرنے اور اس کی آیتوں پر غور وفکر کرنے کی بڑی شدت کے ساتھ تاکید کی ہے۔قرآن مجید ایک ایسا نور ہے جس کی شمع ہدایت کبھی ٹھنڈی نہ ہوگی،ایک ایسا گہرا سمندر ہے جس کی تہ کبھی ختم نہیں ہوگی،اور ایسا چوڑا راستہ ہے جس پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوسکتا،اور یہ ایسی نورانی شمع ہے جس کی روشنی میں حق و باطل میں فرق کیا جاسکتا ہے،یہ ایسی کتاب ہے جو مخالف کی زبان کو بے مثل ہتھیار سے ہمیشہ کے لئے ختم کردیتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن،۴:۳۲،
۲۔ القرآن،۴۱:۴۶
۳۔ القرآن،۶:۱۶۴
۴۔ القرآن،۲:۲۲۲
۵۔ القرآن،۹:۱۰۸
۶۔ القرآن،۴۷:۴۔۵
۷۔ القرآن،۳۳:۷۰،
۸۔ القرآن،۹:۱۱۹،
۹۔ القرآن،۳:۱۷
۱۰۔ القرآن،۲:۱۷۷ ،
۱۱۔ القرآن،۱۷:۸۰،
۱۲۔ القرآن،۵:۱۱۹
۱۳۔ القرآن،۲:۴۳۔۴۴،
۱۴۔ القرآن،۶۱:۲۔۳،
۱۵۔ القرآن،۲۶:۲۲۵۔۲۲۶،
۱۶۔ القرآن،۴:۲۵،
۱۷۔ القرآن،۳:۲
۱۸۔ القرآن،۱۶:۱۲۷،
۱۹۔ القرآن،۳۱:۱۷،
۲۰۔ القرآن،۴۲:۴۲۔۴۳،
۲۱۔ القرآن،۲:۱۷۷
۲۲۔ القرآن،۲:۲۴۹
۲۳۔ القرآن،۲:۱۵۳،
۲۴۔ القرآن،۲:۴۵،
۲۵۔ القرآن،۲:۲۲۴،
۲۶۔ القرآن،۱۶:۹۲،
۲۷۔ القرآن،۷:۳۱
۲۸۔ القرآن،۱۷:۲۶
۲۹۔ القرآن،۲۵:۶۷
۳۰۔ القرآن،۴۷:۳۸،

۳۱۔ القرآن،۹:۷۵۔۷۶
۳۲۔ القرآن،۱۱۳:۵
۳۳۔ القرآن،۴:۵۴،
۳۴۔ القرآن،۲:۱۰۹،
۳۵۔ القرآن،۸:۴۷،
۳۶۔ القرآن،۲:۲۶۴
۳۷۔ القرآن،۶:۱۵۱
۳۸۔ القرآن،۱۷:۲۳۔۲۴،
۳۹۔ القرآن،۴:۱،
۴۰۔ القرآن،۱۳:۲۱،
۴۱۔ القرآن،۸:۷۵
۴۲۔ القرآن،۴:۳۶
۴۳۔ القرآن،۲۵:۳۰،
۴۴۔ القرآن،۳۸:۲۹،
۴۵۔ القرآن،۴۷:۲۴۔

آؤ قلم کو ہاتھ میں لو

ملاؤ ہاتھ سبھی صلح و آشتی کے لئے — پڑھے لکھے ہو تو آؤ قلم کو ہاتھ میں لو
نکل نہ جائے کہیں وقت ہاتھ سے بے دام — کرو نہ دیر سفیر حرم کو ہاتھ میں لو
تمہارے ہاتھ قلم ہوگئے تو کیا ہوگا — ہے اب بھی وقت رہ محتشم کو ہاتھ میں لو
پکڑ لو ایسا راستہ فلاح مل جائے — تم اپنے پاؤں سے نقش قدم کو ہاتھ میں لو
پکڑلو ایسا راستہ فلاح مل جائے — تم اپنے پاؤں سے نقش قدم کو ہاتھ میں لو
بچاؤ راہزن وقت سے کتاب حیات — حدیث پاک شفیع الامم کو ہاتھ میں لو
خدا کے واسطے اپنے قلم کو ہاتھ میں لو